ڈاکٹر بشیر احمد شاد

حضرت سچل سرمستؒ کے کلام میں
قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ کے حوالاجات

REFERENCES OF HOLY QURAN AND HADITHS IN POETRY OF HAZRAT SACHAL SARMAST

Abstract

This article discusses in detail the universal message reflected in the poetry of Hazrat Sachal Sarmast in the context of Holy Quran and Hadiths of Hazrat Muhammad (S.A.W.) as his very sources of poetical thought are these two essentials of Islamic way of life. In the light of these two source, poetry of Sachal Sarmast is based on mysticism. Therefore, a number of his verses are made a part of this article to justify his view point in connection with the Holy Quran and Hadiths. His verses are in Sindhi, Urdu, Persian and Seraiki which are relevant to this subject. Besides quoting many Holy verses of Quran Pak, Sachal has given numerous Hadiths in his poetry so as to clear his poetic philosophy and ideology.

Sachal Sarmast was a saint at par and believed faithfully in complete code of life- Islam. He also advocated the four destinations or phases, prevailing amongst Sufis regarding a status called "Wasil- Billah". These destinations include: Sharait, Tareeqat Maarfat and Haqeeqat. Having successfully reached every destination or phases, then it is practically possible to achieve the high status of "Fana Fillah" and afterwards the last destination of Ghous and Qutub. Many Sufis like Mansoor Halaj, Shah Inayat Shaheed, Makhdoom Bilawal, Shams Tabraiz, Shah Karim, Shah Latif etc. are a galaxy of those who achieved high status. And Sachal Sarmast was, indeed, a part rather a shining star of this galaxy of Sufi Saints.

حضرت سچل سرمست رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت باکمال اور پیغام آفاقی حیثیت کے حامل ہیں۔

وہ واصل باللہ بزرگ، حافظِ قرآن اور عالم با عمل تھے۔ کلام کے مرکزی موضوعات توحید، وحدۃ الوجود، نفی اثبات، کثرت و وحدت، فنا اور بقا پر مشتمل ہیں۔ ان کی فکر کا ماخذ قرآن کریم، احادیث نبوی اور اسلامی تصوف ہے۔ موضوع کے زمرے میں جو عنوان ملے ان میں علم ظاہر، وحدۃ الوجود، خیر و شر وغیرہ آجاتے ہیں۔

علم ظاہر: علماء اور مشائخ نے علم ظاہر کو کنز قدوری کہا ہے، جو فقہ کی دو کتابوں کے نام ہیں۔ علمِ ظاہر انسان کیلئے جاننے کی حد تک تو بہتر ہے جس سے عمل میں درستگی آسکے۔ عام کتابی علم کو علم ظاہر ہی میں شمار کیا جاتا ہے۔ علم ظاہر کچھ صورتوں میں انسان کیلئے مضر اور غیر منافع بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے غیر منافع علم حاصل کرنے والوں کی مذمت میں ارشاد فرمایا ہے۔ **وَيَتعَلَمُون مَايُضرِهُم وَلَا ينفعُهُم**، یعنی انسان وہ باتیں سیکھتا ہے جو اسے نفع کی بجائے ضرر پہنچاتی ہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے بھی فرمایا: اَعُوذبِکَ مِن عِلمِ لَا يَنفَعُ، یعنی: میں اللہ سے نفع نہ دینے والے علم سے پناہ مانگتا ہوں۔

کشف المحجوب میں حضرت علی ہجویری فرماتے ہیں۔ 'جو شخص ظاہری علم کے ذریعے دنیاوی عزت اور مرتبہ حاصل کرنے کا خواہشمند ہوا، اسے عالم نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ دنیاوی عزت اور مرتبہ ڈھونڈنا جہالت کے قریب ہے۔'

حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم کے تناظر میں اپنے خیال کا اظہار نہایت ہی خوبصورت پیرایے میں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سڪ سچيءَ ڪئون ڪونہ ڪوسبق سور سڪن
اکر لکن نہ دل تي، ٿا ڪاغذ ڪورا ڪن
مس ڪاريءَ جيان من کي ٿا ڪاري ڪارو ڪن
هي اتي حيران ٿيا، هڪڙي ٻي چون
پڙهيو سمجهو علم تي، عمل نہ آڻن
محبت جي مهراڻ مئون، جي ملاچاش چکن
تہ ڪنز قدوري قافيہ، لهرين ۾ لوڙهن
ڪن سلام صرف ڪي، هوند نَحوَ نہ نهارن

جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ ظاہری علم کی سیاہی سے وہ اپنے دل کو سیاہ کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی طرف وہ کان نہیں دھرتے جو کچھ پڑھتے ہیں اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ اگر ان کو اصل حقیقت معلوم ہو جائے تو وہ اس کنز قدوری کے علم کو دریا میں ڈال دیں۔

علم ظاہر کی مذمت اور یادِ خداوندی سے متعلق سرمست سچل کی ایک اُردو غزل کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں جن میں وہ معلم یا قاضی سے مخاطب ہوتا ہے؛

مجھ کو بتا تو قاضیا، کیسا تمہارا کام ہے
تجھ کو کتابوں کی خوشی، میرے لئے ماتام ہے
عاشق جلادے آگ میں، ساری کتابوں کے ورق
اک نام میرا یاد کر ، یہ دوست کا پیغام ہے

قرآن حکیم کی آیہ مبارکہ ہے ، وَفِي الاَرضِ آيَات لِلمُوقِنين وَ فِي اَنفُسكُم اَفَلا تُبصِرُون یعنی یقین کرنے والوں کیلئے زمین میں نشانیاں ہیں اور آپ کے اندر میں بھی پھر نہیں دیکھتے کیا؟

وفی انفسکم افلا تبصرون ، کی طرف صوفیاء کرام نے بہت اشارے دیئے ہیں، اور اپنی حقیقت پر غور کرنے اور تفکر پر اصرار کیا ہے۔ حضرت سچل سرمست رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے کلام کے کئی اشعار میں یہ آیہ مبارکہ گواہی کے طور پر استعمال کی ہے مثال کے طور پر

وفي انفسکم افلا تبصرون، ڪاڪيون ڪجي هيءُ ڪَن
اسين توسان، پري تو قولهين اولانيا هي اچن
پاڻ سنيال پنهنجو، پرين ائين چون

جس کا مطلب ہے کہ جب خود خداوند کریم قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ میں تمہارے اندر موجود ہوں، تو نہیں دیکھتا کیا؟ پھر کیوں اِدھر اُدھر مارامارا پھرتا ہے۔ اسی مفہوم کو سچل نے اپنی ایک کافی میں اس طرح بیان کیا ہے۔

هيڏي هوڏي نہ نهار، تنهنجي ويڙهي يار وسي ٿو
ساڻ سدا آهي تان تنهنجي، پرين نہ آهي پار
ڦولهي لهج پاڻ مئون چوٿو ويين وڪار
وفي انفسکم افلا تبصرون، ويجهو ڪيم وسار
پرين نہ پڇجج پنڌڙا، تون سَچو پاڻ سنيار

یعنی اِدھر ادھر نہ دیکھ۔ تیرا دوست تو تیرے اندر بستا ہے۔ وہ تو ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ کسی اور طرف نہیں، اپنے آپ میں ڈوب کر اپنے دوست کو ڈھونڈلے ۔ صحرا نوردی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ سچل کے سرائیکی کلام میں بھی اس آیتہ مبارکہ کا ذکر ملتا ہے۔

ذ-ذات صفات هڪائي آهي، پول نہ گهتن پولي
سوئي اندر سوئي باهر، سوئي تيڏي چولي
وفي انفسکم افلا تبصرون، و سدا وچ چولي

یعنی۔ ذات اور صفات ایک ہی ہے۔ تم گمراہ کیوں ہوتے ہو۔ اندر بھی وہی ہے اور باہر بھی وہی پھر تم کیوں غور نہیں کرتے۔

وحدۃالوجود: ڈاکٹر جمیل جالبی تاریخ ادب اُردو جلد اول میں رقمطراز ہیں :

''سچل کے کلام کا بنیادی موضوع تصوف ہے۔ وحدت الوجود اور ہمہ اوست ان کا فلسفہءحیات ہے۔ عاشقی و درویشی ان کا مزاج ہے۔ ذکر و بے نیازی ان کے کلام کی جان ہے۔ سچل کا کلام اپنی سادگی، جذبہ عشق اور مختلف مخصوص موضوعات کے اظہار کی رچاوٹ کی وجہ سے اُردو شاعری کی مخصوص روایت ہی کا ایک حصہ ہے۔ اس مرحلے پر ضروری سمجھتا ہوں کہ وحدۃالوجود کے نظریے کی کچھ وضاحت کی جائے۔ یہ نظریہ کیا ہے اور اس کے مؤجد کون تھے۔

وحدت الوجود صوفیائے کرام کی ایک اصطلاح ہے جس میں حق سبحانہ وتعالی کی توحید ذاتی اور وجودی پر بحث کی جاتی ہے۔ اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ وجود حقیقی فقط ایک ہے اور وہ حق تعالیٰ کا وجود ہے ۔اس حقیقت کو لَا موجُودُاِلَّا اللہ کہہ کر واضح کیا جاتا ہے۔

محی الدین ابن عربی سن 6 ھجری (56-628ھ) کے ایک نہایت معروف بزرگ گذرے ہیں۔ انہیں صوفیانہ فلسفے کی بناء پر 'شیخ اکبر' کہا جاتا ہے ان کے عقیدے کے مطابق اسلامی عقائد کی اولین بنیاد 'توحید' ہے۔ اگر وجود مرتبے میں دوئی کو داخل کیا گیا یعنی دو وجود قبول کر لئے گئے تو توحید کی بنیاد کٹ جائے گی۔ پوری کائنات 'وجود واحد' سے پیدا ہوئی اور وجود واحد نے پیدا کی۔ کیونکہ ایک مخفی خزانے کو عالم آشکار کرنا مقصود تھا، اس لئے ذاتِ مطلق نے اپنے آپ کو صفات میں ظاہر کرنا قبول فرمایا اور یہ ساری کائنات وجود میں آئی۔ اس کائنات میں جو کچھ بھی موجود ہے وہ اسی ایک ہی آفتاب کی شعاء ہے ۔ باقی موجودات اس ذات سے الگ کوئی وجود نہیں رکھتیں۔ ابن عربی کے نظریے کے مطابق لہریں، حباب، موجیں اور بھنور سمندر کے پانی سے الگ کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

سندھ کے معروف ادیب امر جلیل نے وحدۃالوجود کے فلسفے پر اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کیا ہے۔ ''یہ احساس کہ ہم اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں۔ مٹی کا ذرہ اور روشنی کی کرن ہیں۔ بلند و برتر خالق کی تخلیق ہیں، انسان کو وحدۃالوجود کے آگے لا کھڑا کرتا ہے۔ اس کی ایک مثال اس طرح ہے کہ گرمی کی شدت سے آسمان کی طرف اُڑ کر جانے والا پانی قطرہ قطرہ ہو کر کبھی بارش کبھی اوس بن کر سمندر اور دریاؤں کی طرف لوٹتا ہے۔ یعنی اپنی 'اصل' کی طرف واپس ہوتا ہے۔ 'اصل' سے قبل بارش اور اوس کے قطروں کا اپنا کوئی خود مختار وجود نہیں تھا۔ برسات اور اوس کے قطروں کو اپنی اصل اپنے منبے کی طرف لوٹنا ہے۔ ہم بے انت اور لامحدود کائناتوں کا حصہ ہیں۔ ہمارا اپنا کوئی وجود نہیں۔ ہمیں اپنی اصل کی طرف ایک دن ضرور واپس ہونا ہے۔ 'کُل' سے اکائی میں آنا ہے۔ ہم حق کا حصہ ہیں۔ ہمیں آخر حق کے ساتھ ایک ہونا ہے۔'' سچل سرمست کا کلام وحدۃالوجود کی واضح تشریح ہے۔ وحدۃالوجود کی توصیف، توضیع اور تشریح کیلئے ان کے پاس الفاظ کی کایا اور مایا ہے۔ امر جلیل کے مذکورہ مفہوم کو سرمست نے اپنے کلام

میں اس طرح سمویا ہے۔

پاڻ وڃائي پاڻ، ڳولهي لهج پاڻ کي
پاڻ منجهان ئي پاڻ کي، پوندي ڄاڻ سڄاڻ

جس کا حاصل مطلب ہے کہ اپنے آپ میں گم ہو کر خود کو ڈھونڈلے۔ تمہیں اپنے اندر ہی سے آواز آئے گی کہ دوست یہاں بیٹھا ہوا ہے۔ قرآن حکیم کی آیتہ مبارکہ اَینَمَا تُوَلُوفَثَمَ وجه الله ، یعنی جس طرف بھی رخ پھیروگے اس طرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہو گی۔ سچل سرمست مذکورہ آیہ کا مفہوم و مطلب اپنے فارسی کلام میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اِین راہِ تقلیدی، چونکہ بَراُو تُو رَسِیدی
جَرعہ زِمِی چشیدی، سَرزُحَبِیب بکَشیدی
ثُم وَجہِ اللّٰہ، بَدِیدِی، دَر عِشقق بِگزِیدِی

یعنی تم تقلید کا راستہ چھوڑ کر خود تحقیق کروگے تو تمہیں ہر طرف فقط ذاتِ مطلق ہی کا جلوہ نظر آئے گا۔ اسی سیاق وسباق میں قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

وَالَقَد خَلقَنَاالاِنسَانَ وَنَعلَم مَاتُوَسوِسُ بِه نفسه و نَحن اَقرَب اِلَیه مِن حَبل الوَرِید

یعنی اور بیشک انسان کو پیدا کیا اور اس کے نفس کے اندر جو وسوسہ ڈالتے ہیں وہ بھی ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ ہم ان کو شہ رگ سے بھی قریب تر ہیں۔

حضرت سچل سرمست نے اس آیہ مبارکہ کو اپنے اُردو کلام میں اس طرح بیان کیا ہے۔

سمجھا تھا دور میں نے ، لیکن نہ دور ہو تم
تیرے کرم سے جاناں، میں در نظر ہوا ہوں
فرقت میں تیری رونا ، دن رین مجھ کو حاصل
'حبل الورید' سے بھی، میں بے خبر ہوا ہوں ۔

سچل نے اس مفہوم کو سرائکی کلام میں اس طرح سمویا ہے۔

ع- عطر عنبر جو لا ڪڙسي، اڄ يار ميڏي گهر آيا
اٿڻ ٻهڻ سڀ نال اهين دي، ڪنهن تارمز ريجهايا
ونحن اقرب اليه من حبل الوريد، رڳ وڃ سمايا

آج میرے گھر میرے محبوب کی آمد ہوئی ہے اس لئے میں نے خود کو خوب عطر عنبر لگا کر معطر کیا ہے۔ اب میرا اٹھنا بیٹھنا محبوب کے ساتھ ہے ویسے تو وہ مجھے شہ رگ سے بھی قریب تر ہے۔

فرقان حمید کی ایک وہ آیہ مبارکہ وَھُوَ مَعَکُم اَینَمَا کُنتُم یعنی آپ کہیں پر بھی ہوں اللہ

پاک آپ کے ساتھ ہیں۔ سچل سرمست نے اس آیہ مبارکہ کا ذکر فارسی کلام میں اس طرح کیا ہے۔

وَھُوَمَعَکُم اقرا است ، کلمہ آن حق اعتبار است
کُنَم اَزسِربیانے، بَجہَاں عَینَا عَیَا نے
نَہ بُود شَکُوگُمانے، بُود اسرار نِہانے

یعنی 'وھومعکم ' کااقرار ہے، اور یہ کلمہ حق قابل اعتبار ہے۔ میں ایک ایسے راز کو دنیا کے سامنے بے نقاب کر رہاہوں جس میں کسی قسم کے شک وگمان کی کوئی گنجائش نہیں۔ واقع ی یہ ایک پنہاں راز ہے۔ اسی آیہ مبارکہ کو اپنی سندھی کافی میں سچل سائیں نے اس طرح بیان کیا ہے۔

وَھُو مَعَکُم، چيوو صالون، وري سوورھ وسايو
ونحن اقرب پاڻ اُتيوئي، موتي تان برھ بچايو
اسين توسان، تون اسان سان، پاڻ پرينءَ فرمايو

جس کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ جہاں پر بھی ہوں، میں آپ کے ساتھ ہوں، میں تو تمہیں شہ رگ سے بھی قریب ہوں۔

قرآن حکیم میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملائکہ سے ارشاد فرمایااِنِی اَعلَمہ مَالَاتَعلَمُون ،یعنی تحقیق میں وہ کچھ جانتاہوں جو تم نہیں جانتے۔ سچل سرمست نے اپنے فارسی کلام میں مذکورہ آیہ کریمہ کی طرف اشارہ کیاہے۔

آں کہ اِلیٰ اعلم است آگاہ زد
ھَم چُو مَالاَیَعلَمُون رَمزِی شَوَد

قرآن حکیم کی دو آیہ مبارکہ 'اللہ نور السمٰوات والارض' اور 'ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر' کا سچل سرمست نے سرائکی زبان کے کلام میں اس طرح حوالہ دیا ہے۔

کوئی اور نہ سمجھدا مینوں، آپے آھا ظاھر
'اللہ نورالسمٰوات والارض' اوئی منظر ناظر
'ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا فی البر والبحر' سچو ھر دم حاضر

جس کا مفہوم ہے کہ مجھے کوئی اور نہیں سوجھتا۔ فقط وہی ایک ہستی ہے جو ہر جا ظاہر ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے۔ وہ اللہ جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ وہی ہر منظر میں نظر آتا ہے۔ جس نے انسان کو پیدا کیا۔ عزت بخشی اور اسے بر وبحر میں رکھا۔

وَھُوَمَعَکُم اینما کنتم قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ کا ذکر سچل سرمست نے اپنے پنجابی کلام میں اس انداز میں کیا ہے۔

اَوہی اندر، اوہی باہر، اَوہی آہا ہُوبہو
ہر کہیں جا ظہور تہیں دا، ہر کہیں کوچے سُوبَسُو
آپھر یندا لکھیں لباساں، ہر کہیں خانے خُوبَخُو
اوہی روندا، اوہی ہسدا، صاحب سوای ہُوبَہُو
وھومعکم، ایہا بشارت، جانب وسدا جُو بَجُو
آپ کنواں کڈاں خیال نہ باہر، سچل بہندا رُوبَرو

اُردو زبان میں اس کا منظوم ترجمہ پیش ہے۔

اندر وہ ہے باہر وہ ہے، وہ ہے میرے ہُوبَہو
ہر جا جلوہ اس کا ہے، پر کوچے میں اور سُو بَسُو
لاکھوں اس کے بھیس ہوئے، پر ایک لیکن خُوبَخُو
وہ روئے اور وہی ہنسے ہے، صاحب سارا ہُو بَہُو
سچل اس کا دھیان ہے ہردم، وہ بیٹھا ہے رُوبَرُو

قرآن کریم کی آیہ مبارکہ صُمّ بُکُمّ عُمّی کے مفہوم کو سچل رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان فرمایاہے۔

فارغ ٿين نہ فراق ڪئون، ويجھا ڪين وصال
گم ٿيڙ ڪنئون گم ٿيا، نڪا سيرت سنيال
اتي قيل نہ قال، سچو صُمٌّ بُڪُمٌّ ٿيا

اس کا آسان اردو میں منظوم ترجمہ کچھ اس طرح بنتاہے۔

نہ فارغ میں ہجرسے، نہ ہی قرب ووصال
غرق ہوئے توغرق ہوئے، گم بھی ہوئے کمال
صُمٌّ بُکُمٌّ سچو ہے، وہاں نہ قیل نہ قال

قرآن حکیم کی آیہ مبارکہ ’ قل ھُوَاللهُ اَحَد الله الصَمَد لَم یَلِد وَلَم یُولَد کو سرمست نے اپنے پنجابی کلام میں اس طرح پرویاہے۔

نہ میں خاکی ، نہ میں بادی، نہ میں آگ نہ آب
نہ میں جِنّی نہ میں اِنسی، نہ مائی نہ باپ
نہ میں سنی نہ میں شیعہ ، نہ میں ڈوھ ثواب
نہ میں شرعی نہ میں ورعی ، نہ میں رنگ رباب

نہ میں مُلّا نہ میں قاضی ، نہ میں شور شراب
ذات سچل کی کیہی پچھدائیں ،نالے تاں نایاب

جس کااُردو میں منظوم ترجمہ ہے۔

نہ میں خاکی، نہ میں بادی ، نہ ہی آتش آب
نہ میں جِنّی نہ میں انسی، نہ مائی نہ باپ
نہ میں سنی نہ میں شیعہ ، پاپ نہیں نہ ثواب
نہ میں شرعی نہ میں ورعی، نہ میں رنگ رباب
نہ میں مُلّا نہ میں قاضی، نہ میں شور شراب
ذات سچّل کی کیوں پوچھو ہو، سچ ہے پر نایاب

اسی آیہ مقدسہ کو ایک اور جگہ سچل سرمست نے پنجابی کلام میں اس طرح بیان کیا ہے۔

ق۔ قل ھو اللہ احد یہی جانی ۔ سمجھ سنجانیں کوئی اور نہیں
کھڑو وحدت دے دریادے وچ ۔ ایہو آپ بئے دی ٹور نہیں

اس کا اُردو میں منظوم مفہوم پیش ہے:

کہو ایک ہے ربّ کوئی اور نہیں۔اسی روپ میں اس کو جانو تم
ہے روز ازل سے دریا میں۔ ہر بھیس میں اس کو مانو تم

سچل سرمست نے سرائکی زبان میں قرآن حکیم کی آیہ کریمہ 'قاب قوسین اوادنی' کا ذکر اس طرح کیاہے۔ کلام کا نعتیہ رنگ ہے۔

کل نبیاں دا سرتاج مُحمد۔بحر عرف امواج محمد
قاب قوسین اوادنی۔ شرف شب معراج محمد
اُمت تیری کیوں غم کھاوے ،جس دِی تیکوں لاج محمد
سچل کوں غم کوئی ناہیں۔ کیتا لایحتاج محمد

اس کا اُردو منظوم ترجمہ ہے

کل نبیوں کا سرتاج محمد ۔ بحر عرف امواج محمد
قاب قوسین اوادنی ۔ شرف شبِ معراج محمد
اُمت تیری کیوں غم کھائے ۔ اس کی تجھ کو لاج محمد

سچل کو غم کوئی نہیں ہے۔ کر دیا لاپتاج محمد

قرآن کریم کی آیہ مبارکہ ' الست بربکم قالو بلیٰ کے قول کو سچل سرمت نے اپنے پنجابی کلام میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

کیویں کاغذ کیتائی کارا۔ ہائے ہائے وے یارا
عالم سارے کوں مسئلے والا سبق پڑھایوئی سارا
کیتوئی مونہ کتاباں ڈھوں ۔ بھُل گیوں بے چارا
بیاں گالھیں سب چھوڑ کر اہن دوراہ کھینس ونجارا
کیہہ کر گالی الست والی ۔ وسر گیوئی وے سارا
ورد وظیفے داراتیں ڈیہاں کر یندائیں لکھ شمارا
سچل یار سجن دا دیکھو ہے تاں کل مچارا

مذکورہ مفہوم کا محترم شفقت تنویر مرزا نے اُردو منظوم ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

ہائے ہائے کاغذ کیوں کالے کرتا ہے میرے یارا
کل عالم کو سبق پڑھایا مسئلوں والا سارا
وہ تو کتابوں میں کھویا ہے رستہ بھول بچارا
سب باتوں کو چھوڑ کر اپنی راہ پہ چل بنجارا
روز اول کو یاد تو کر کیا بھولا عہد وہ سارا
ورد وظیفے شام وسحر معمول بنے ہیں تمہارا
یار سچل ساجن کا دیکھو اونچا محل منارا

سچل سرمست نے اسی آیہ مبارکہ کا ذکر ایک اور جگہ اس طرح کیا ہے۔

ث۔ ثابت ساڈی دل ہوئی راتاں ڈیہاں سیّاں رانجھے یار ڈھوں
اور ہیں دم لاکوں اج توڑی دیکھو، میڈا خیال تاں تخت ہزار ڈھوں
'الست بلیٰ' ڈوہیں ہک ہوئے ، ڈتم گوش اور ہیں اقرار ڈھوں
بھناشک گمان سچوداسارا، دل آئی ایہیں اعتبار ڈھوں

جناب شفقت تنویر مرزا نے اس مفہوم کو اُردو میں اس طرح منظوم کیا ہے۔

سکھیو مرا دل تونہال ہوا دن رات ہے من میں رانجھن یار

اس وقت سے لیکر آج تلک دل میں ہے سمایا تخت ہزار
پابند میں نے جو بھی کیا تھا روز 'الست بلیٰ ' اقرار
ٹوٹا ہے شک گماں سبھی سچو کا ، ہے پکا قول قرار

'الست بربکم قالو بلیٰ ' کا اظہار سچل سرمست نے اپنے سندھی کلام میں بھی کیا ہے۔

احد احمد صورت ساڳي، سُرّ ٻنهي جو سوئي
الست بربکم قالوبلي، پنهنجو پاڻ اکيوئي
سچا هر جا حاضر هادي- سمجهين سر سيوئي
غائب سمجهي غير نہ ڄاڻين، حق الحق اُهوئي

جس کا مفہوم ہے کہ احد اور احمد کی ایک ہی صورت ہے۔ اور دونوں کا سرچشمہ بھی ایک ہے۔ کیونکہ خداوند قدوس نے خود ہی فرمایا 'الست بربکم قالو بلیٰ ' یعنی کیا میں تمہارا ربّ نہیں اور ہم نے اقرار کیا کہ بیشک تو ہمارا ربّ ہے۔ وہ ہادی ہر جگہ حاضر اور ناظر ہے۔ آنکھوں سے او جھل دیکھ کر کسی وہم و گمان کا شکار مت ہو۔ کیونکہ حق الحق وہی ہے۔ قرآن کریم کی آیہ مبارکہ ہے۔ 'فاذکرونی اذکرکم ' یعنی ربّ العزت اپنے بندوں سے مخاطب ہے تم مجھے یاد کرو تو میں تجھے یاد کروں گا۔ سچل سرمست نے اپنے سندھی کلام میں اس آیہ مبارکہ کو اس طرح بیان فرمایا۔

فذکروني اذ کرکم، پئين تون ڪيهي خيال
قول پرينءَ ڪيا جي توسان، سي تا سڀ بحال
دل ٻڏل آهي توءِ پرينءَ جي، سچو تون پاڻ سنڀال

جس کا مطلب ہے کہ خداوند کریم اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ اگر تم مجھے یاد کروگے تو میں بھی تمہیں یاد کروں گا، اپنے خیال کو اِدھر اُدھر بھٹکنے مت دو۔ تیرے خالق اور مالک نے جو تم سے وعدے کئے ہیں وہ اپنے طور پر قائم ہیں۔ اے سچل! تو اپنے آپ کو سنبھال، تیرا مالک تجھے بہت چاہتا ہے۔

سچل سرمست نے قرآن مجید کی آیہ مبارکہ کُل یوم ھو فی شان، کا اپنے کلام میں اس انداز میں حوالہ دیا ہے۔

اٿڻ ويهڻ ڄاڻ، اهوئي آهي کل يوم هو في شان،
کل شي يرجع الي اصله، قادر تيو فرمان
هاديءَ حقيقت هيءَ پُر جهائي، سچو تون سلطان

یعنی تو اپنے شب و روز کے اعمال پر نظر رکھ۔ وہ (مالک) تو ہر روز کسی نہ کسی کام میں مصروف ہے۔ ہر چیز کو آخر اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ اے سچل! اس ہادی بر حق نے تو تجھے دنیا میں اشرف بنا کر بھیجا۔ تیری حیثیت کائنات کی ساری مخلوق میں سلطان سی ہے۔

قرآن حکیم کی ایک آیہ مبارکہ کا حصہ ہے۔ فَعَالَ لِّمَا یُرِیدُ، یعنی آپ اپنے اعمال خود دیکھیں گے۔ سچل رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیہ مبارکہ کو اپنے سندھی کلام میں اس طرح بیان کیا ہے۔

حڪم تنهنجو ٿو هلي، پرڏوهہ پاڻ ئي ڪي ڏيان
آهي فعال لما يريدَ، نانءُ هي ڪاڏي نيان؟
آهي وَبي يَنطق ويُبصِر، تر نہ توريءَ جيَان
جاڏهن اچي ظاهر ٿئين، هل هيج مئون تاڏي هيان
يرجع الي اصله، سڻ مام هيءَ مون هان ميان
گمنام غمزي ۾ ڪرين، ساڳيو سچو سوئي ٿيان

جس کا مفہوم و مطلب اس طرح بنتا ہے اے مالک ہر چیز پر تیری ہی حکمرانی ہے۔ مگر قصور وار میں خود کو ہی ٹھراتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے، 'فعال لما یرید' یعنی آپ اپنے عمل خود دیکھیں گے۔ حدیث قدسی ہے 'وبی ینطق و یبصر' یعنی وہ میری توسط سے بولتا اور دیکھتا ہے۔ سچل سرمست فرماتا ہے کہ جس سمت کا تجھے اشارہ ملے، خوشی خوشی اس سمت کا رخ کر۔ ہر چیز کو اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ اس راز کو سمجھ لے۔ اپنے غمزدوں سے مجھے گمنام کر دیتا ہے مگر پھر بھی میں وہی سچل رہ جاتا ہوں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے! ونفخت فیه من روحی فقعوا له سٰجدین، یعنی اور جب میں نے اس میں روح پھونکی تو وہ سجدے میں گر پڑا۔ اس آیہ مبارکہ کو سچل نے اپنے کلام میں اس طرح سمویا ہے۔

ڪيهي چال چلي ٿو، اڙي جيڏيون يار منهنجو
ونفخت فيه من روحي، ساري ڳالهہ سلي ٿو
انا عبده و رسوله، ملن گهر ملي ٿو
سچو سپ ڪنهن صورتين، ههڙي هلت هلي ٿو

جس کا مطلب ہے کہ میرا دوست کیسی کیسی چالیں چلتا ہے۔ اس نے ساری بات عیاں کر دی کہ میں نے اس میں روح پھونکی۔ پھر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ اے سچل! وہ محبوب صورتیں بدل بدل کر اپنی طاقت اور قدرت دکھاتا رہتا ہے۔

سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہمیں ایسے ابیات بھی ملتے ہیں جن میں خالص آیات کی بجائے ان قرآنی قصوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر آتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر میں پلے اور جوان ہوئے۔ دوسرے الفاظ میں حق اور باطل گویا ساتھ ساتھ رہے۔ حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا ذکر اپنے کلام میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

جس کا منظوم اُردو ترجمہ اس طرح ہے:

بے رنگی کی جائے رنگ ہیں، دیکھ فرق ہے کیا
موسیٰ اور فرعون سنگ ہیں، ظاہر میں ہیں خدا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے ایک اور شعر ملاحظہ ہو۔

جلایا طور سینا کو تھا جس نور تجّلی نے
تیرے کوچے میں اس انوار کو اظہار دیکھا تھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے اُردو کلام میں مزید ذکر ملتا ہے۔

تجّلی دیکھ کر موسیٰ، ہوا مدہوش مستی میں
پلٹ کر پھر شعاع شمع پر، پروان آیا ہے

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے قرآن حکیم کے قصے کے حوالے سے سرمست نے اپنے کلام میں فرمایا

زلیخا کی تمنّااور طلب کو دیکھ کر بِکنے
گلی میں مصر کی وہ، دست ازکنعان آیا ہے

احادیث نبوی ﷺ اور عربی مقولے:

قرآن حکیم کے حوالوں کے بعد اب سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں احادیث نبوی ﷺ اور عربی مقولوں پر مشتمل شاعری کا انتخاب پیش کیا جارہاہے۔ جس میں کہیں کہیں حدیث اور اقوال ساتھ ساتھ استعمال کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو۔

شعر کا مفہوم کچھ اس طرح بنتا ہے۔

اصلئون اختيار ڪيو فقر فقيرن
'الفَقَرَ خَزِيَنۃَ مِنَ خَزَائِنِ اللهُ' بعضن کي بخشن
اَلفَقير لاَ يُحتَاجِ اِلَي اللهُ، پيون ڏنائون پن
اَلفَقَرَ فَخِرِي وَالفَقَر مِنِي، ايئن اُتو عجيبن
وتن ويڳاڻا ورهه ۾ نيٽين ننڊ نہ ڪن
راتيان ڏينهان روح ۾، چَپُ نہ ڪوچورن
مَن عَرف رَبہٗ ڪُل لِسَانہٗ، ٻڌي زبان انهن
نشي تن کي 'نانهہ' ڪيو مورئون 'مان' نہ چون

'قُـل ڪُـل مـن عِـنـدَالله، اهـو ڪـيـائـون ڪَـن
'وَالقَدرِ خيَرِه وَشَرِه مِنَ الله تعالىٰ' سڀ اوڏانهون جاڻـن

اللہ لوک انسانوں نے شروع ہی سے فقر اختیار کر لیا تھا۔ صوفیائے کرام کے قول کے مطابق فقر وہ خزانہ ہے جو اللہ کی طرف سے عطا کردہ خزانوں میں سے ایک ہے (الفقر خزینۃ من خزائن الله) اور مسکین سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کا محتاج نہیں ہوتا (الفقیر لایحتاج الی الله) نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے 'الفقر فخری والفقر منی' یعنی مسکین میرا فخر ہے اور مسکینی اختیار کرنے والا مجھ میں سے ہے۔ ایسے لوگوں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں۔ وہ دن رات مالک اور خالق کی حمد و ثنا میں مشغول رہتے ہیں۔ صوفیاء کے مطابق جنہوں نے ربّ کی عظمت کو پہچان لیا، انہوں نے اپنی زبان پر ضبط کیا یعنی وہ بہت کم بولتے ہیں۔ وہ اپنی ہستی کو نیست کر لیتے ہیں اور کبھی اپنی ہستی کا ذکر نہیں کرتے، وہ سب معاملات کے لئے اللہ کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ اور ان کا یہ ایمان ہوتا ہے کہ ہر چیز اللہ ہی کی طرف سے ہے (والقدر خیرہ وشرہ من الله تعالیٰ) حدیث مبارکہ یہ ایمان مفصل کا آخری حصہ ہے۔

حدیث قدسی ہے 'الانسان سرّی وانا سرہ' یعنی انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔ اس مقدّس حدیث کو سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں بیان فرمایا ہے۔

میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

طـبـل وڄـائـج وحـدت وارو، غـازي ڇـڏ گـدائـي
هيڏي هوڏي تون ئي آهـيـن، ڪـانـهـي جـاءِ جدائـي
'الانسـان سـري وانـا سـرهٗ'، آهـيـن خـاص خـدائـي
بر بـحـر تـي تـنـهـنـجـو سـچـا، آهـي سـيـر سـدائـي

جس کا مطلب ہے کہ اے انسان! تو باری تعالیٰ کی وحدت کا ذکر کر۔

اوروں سے مانگنا چھوڑ دے، مالک ہر طرف تُو ہی تُو ہے۔ کوئی بھی جگہ تم سے خالی نہیں، نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں۔ بر اور بحر پر مالک کی ہی حکمرانی ہے اور اے سچل! تو اس سے الگ نہیں۔ 'انا الله خلق آدم علیٰ صورتہ' کو کچھ علماءِ دین حدیث کے زمرے میں شمار کرتے ہیں اور کچھ اسے عربی مقولہ قرار دیتے ہیں۔ جس کے معنی ہیں کہ تحقیق اللہ نے آدم کو اپنی صورت پہ پیدا کیا ہے۔ سچل سائیں نے اس حدیث/مقولے کو بیان کیا ہے۔

صـورت سـڀ انسـان جـي، اُتـي عشـق اصـل
خـلـق آدم عـلـيٰ صـورتـہ، جـزو جـهـڙو ڪـل
'الانسان سري انا سره' سچ سـچـاپـيـو سَـلـي
پـول نـہ ٻـي تـون پـل، هِـتـي هُـتـي هـڪ اَتـي

اس کا مفہوم کچھ اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ انسان کی ہر صورت کی اصل بنیاد عشق ہے۔ تحقیق اللہ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ یہ جز اور کل سب ایک ہے، جبکہ نبی مکرم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں، اے سچل! تو ہمیشہ یہ حقیقت بیان کر۔ اِدھر اُدھر مت بھٹک کیونکہ یہاں اور وہاں بس وہی ایک ہستی ہے۔

دنیا کی بے ثباتی سے متعلق حدیث مبارکہ ہے، الدنیا ساعة یعنی دنیا ایک گھڑی ہے، اس حقیقت کا اظہار سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

آئين هلي هن جاءِ، هڪ ساعت ڪارڻ سانگيئڙا
ڪا گھڙي نيباهه نه چاڱج، پيچ نه تنهن سان پاءِ
'الدنيا ساعة' اهو نُڪتو دل سان لاءِ

یعنی اے ساتھی! ایک گھڑی پل کیلئے تم اس دنیا میں آئے ہو۔ اسی گھڑی کو غنیمت جانو۔ اس کی قدر کرو۔ دنیا کی رنگ رلیوں میں اپنا وقت مت گنواو 'الدنیا ساعة' کے نکتے پر غور کرو: اے بنجارے! تم جہاں سے آئے ہو وہیں واپس لوٹنا ہے۔

حضرت سچل سرمست اپنے نظریے کے حوالے سے حسین بن منصور حلاج کے معتقد اور مرید تھے۔ مندرجہ ذیل سطور میں انہوں نے حسین بن منصور کا ذکر کیا ہے۔ اور حدیث قدسی 'الانسان سری وانا سرہ' کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کیا ہے۔ جس کا اُردو منظوم ترجمہ ہے۔

جاڏنهن آئين تون وڻجارا، وري وڃڻ اوڏهين آءِ
دنيا ۾ دم ڪيئي گذاريئي، سچو سڄڻ جي ساءِ

دم مارے یارانے کا، پر ہو نہ سکے قربان
رستہ اک منصوری ہے، اور وہی ہے مرد کی شان
'انا سرّہ' کے اسم سے ہوا ہے تو انسان
دکھ سے حیرت ملے کہ جس سے تو ہوگا حیران

نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے 'کل شیء یرجع الیٰ اصلہ' یعنی ہر چیز کو اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کا ذکر سچل سرمست نے اپنے کلام میں کیا ہے۔

تو دوستيءَ جو دم هڻين، پر ڪين ڪُسي قربان ٿئين
مهند منصوريءَ جي تون، منجهه معرڪي مردان ٿئين
وري صحي اَنَا سِرّہ، تنهن اسم مان انسان ٿيئن
جي تو پوي سڌ سورجي، حيرت انهيءَ حيران ٿئين...

جس کا مطلب ہے کہ سارے شکوک وشبہات توڑ کر کامل یقین کے ساتھ دوستی رکھنا۔ تم جو کچھ تھے آئندہ بھی وہی رہوگے۔ کیونکہ ہر چیز کو اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہے۔ جس میں ذرّہ برابر بھی تبدیلی کا امکان نہیں۔

عربی زبان کے دو مقولے 'مارایت شئٍ ا الا ورایت الله فیه' یعنی میں نے ہر شے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا۔ اور ' لوکشف الغطاء مازدت یقیناً' یعنی اگر پردہ اٹھ جاتا تو یقین اور بڑھ جاتا، ان دونوں مقولوں کو سچل سرمست نے اپنے سندھی کلام میں پیش کیا ہے۔

يار ياري يقيني رکجانءِ، توڙي شڪ سپوئي
جو ڪجهہ هُيڙين، تہ ٿيندين سوئي
ڪل شيءِ يرجع الي اصله، هو نہ هڪ مٽيوئي ڪ
سچل سچو ٿي رهندين، عشقون عين اهوئي

جس کا مطلب ہے کہ کہنے والا بھی وہ ہے اور سننے والا بھی وہی۔ اس نے کوئی کنایے اشارے نہیں دیئے۔ میں نے ہر چیز میں اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھا۔ اگر پردہ اٹھ جاتا تو یقین بڑھ جاتا، سچل کی صفت میں اللہ نے اظہار فرمایا. عربی کے مقولے ہیں طلب الدنیا مؤنث ، طالب العقبیٰ مخنث ، طالب المولیٰ مذکر یعنی دنیا کی طلب کرنے والے عورت کی مانند ہیں۔ عقبیٰ کی خواہش رکھنے والے مرد نہیں کہلائیں گے۔ البتہ مولیٰ کے طالب مرد ہیں۔ ان مقولوں کو سچل سرمست نے اپنے کلام میں پیش کیا ہے۔

سوئي چوندڙ سوئي ٻڌندڙ ڪيائين ڪونہ ڪِنايو
مارئيت شيا الي ورائيت اللهفيہ، فائق ايئن فرمايو
لوڪشف الغطاء مازدت يقينا، حيدر هي رنگ لايو
سچوءَ جي صفت ۾، الله ايئن الايو

عربی مقولا ہے 'خَلَقَ الاَشِیَاء فَھُوَعَینھا' سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقولے کو اپنے کلام میں اس طرح استعمال کیا ہے۔

ڪي دنيا جي طلب ۾ هنيا حرص هجن
طالب الدنيا مؤنث، محبّت ناهي تن
ڪي ڪوڏيا عقبيٰ جا ٿيا هنيا لئہ حورن
طالب العقبيٰ مخنث، مڙس نہ سي چئجن
عاشق جي الله جا، سي سائين سيبائين
لاموجود الا الله، حاضر ڪيو وتن
طالب الموليٰ مذڪر، هن رسايا رمزن
ٻئي جهان ڦٽا ڪيو، ٿئا ٿين جهان وڃن

سچو سارو سچ ٿيون منجهان ڪثرت ڪل
الف مئون آدم ٿيو، ڪري هنگامو هُل
هندو مومن سو ٿيو، ڀول نہ ٻي ڪنهن ڀل
'خلق الاشياء فهو عينها' اهو آڻ عمل
ٿج گلابي گل، مر مارنئي منصور جيان

مذکورہ شعر کااُردو میں منظوم ترجمہ جناب شفقت تنویر مرزا نے اس طرح کیا ہے۔

سچو سارا سچ ہے، کُل کثرت کا رنگ
الف آدم ساز ہے، ہنگامے رنگ برنگ
ہندو مومن ، بھول نہ، سبھی ہیں اس کے ڈھنگ
آپ بنائے اور دیکھے، سیکھ اسی کے ڈھنگ
بن جا پھول گلاب کا، منصوری تیرا سنگ

صوفیاء کرام کے عقیدے کے مطابق اس کائنات میں خالق کی ہستی کے سوااور کچھ بھی نہیں۔ 'ولاموجودالا ھه' سچل سرمست نے اپنے اُردو کلام میں اس نظریے اور عقیدے کو اس طرح پیش کیا ہے۔

بتایا مجھ کو مرشد نے نہیں تم غیر حق ہر گز
'ولا موجود الاھو'، یہ نقارا بجاؤں گا
'ھوالظاہر ھوالباطن' ، وہ حق موجود دوجگ میں
کہا سولی پہ جو منصور نے میں وہ کہاؤں گا

صوفیاء کا مشہور قول ہے 'من عرف نفسه فقد عرف ربه' یعنی جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے ربّ کو جانا۔ اس قول کو سچل سرمست نے اپنے کلام میں بیان کیا ہے۔

باس اهائي بات اسان جي، غازي غير نہ آهين
من عرف نفسه فقد عرف ربه، ٿاهہ کھڙا ٻيا ٿاهين
سچا سچ اشارو اهو، ڪاڏي ڪوڙا ڪاهين

یعنی اے غازی مرد! ہماری اس بات پر کامل یقین کر کہ تو کوئی غیر نہیں۔ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے ربّ کو پہچانا۔ پھر کیوں کسی اور طرف دیکھتے ہو۔

عربی مقولہ ہے 'مُوتو قبل انت مُوتو' یعنی موت سے پہلے مر جاؤ سچل سرمست نے اپنے سندھی کلام میں اس قول کو بیان کیا ہے۔

'موتو قبل انت موتو' ائين مان مارن

اهي مرڻ کان اڳي مئا، 'مان' کي کين مڃن
دشمن دوست هڪ کيون، گوڏڙيا گڏجن

جس کا مطلب ہے کہ خدا رسیدہ لوگ مرنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ وہ خود پرستی کے ہر گز قائل نہیں ہوتے۔ وہ تو دوست اور دشمن کو ساتھ ساتھ لیکر چلتے ہیں۔

سندھ کا ایک معروف صوفیاء شناس جناب محمد حسین کاشف اپنے مقالے میں رقمطراز ہیں۔

''سچل سرمست کے کلام کو فکری طور پر سندھی ادب خواہ ادب کی تاریخ میں نہایت اہم مقام حاصل ہے۔ ان کے کلام کا دامن جتنا وسیع ہے۔ اتنی ہی اس میں فکر کی گہرائی موجود ہے۔ سچل حافظِ قرآن تھے، اسے علم الکلام، تفسیر، فقہ، حدیث، روایت، درایت، منقولات اور معقولات پر دسترس حاصل تھی۔ سچل سرمست صوفیاء کرام کے اس گروہ کا سالار ہے، جس نے کھل کر حق کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے کلام میں 'حقیقت الحق' کا اظہار بیباکی سے بیان کیا گیا ہے۔''

سچل کے کلام میں وجودی فکر کی اثر پذیری کیلئے ان کے مطالعے، فکری بصیرت، عقلی صلاحیت اور علمی مایہ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ وہ مظاہر حیات اور حوادثِ اعمال میں خدا کے سوا کسی اور ذات کو کامل مؤثر اور محرک، حقیقی تصوّر نہیں کرتا۔ ان کے ہاں لاموجود الااللہ اور لاموثر فی الوجود الااللہ کا اظہار جابجا ملتا ہے۔ جو وجودی فکر کا نہایت اہم اور اعلیٰ مقام ہے۔

حضرت سچل سرمست کے شارح اور سچل شناس قاضی علی اکبر درازی اپنی تصنیف 'سچل سرمست، شاعر ہفت زباں، میں لکھتے ہیں کہ ؛

''سچل نے جب منصوری نعرہ بلند کیا تو علماء نے ان کو سزا دینے کا ارادہ کیا، اور سرمست کے پاس آئے اور ان کو کہا کہ تم یہ کفر کیوں بکتے ہو۔ سرمست نے ان سے پوچھا اس جرم کی سزا کیا ہے۔ علماء نے کہا۔ اس جرم کی سزا قتل ہے۔ سچل سرمست نے علماء سے کہا کہ جس وقت آپ میری زبان سے 'اناالحق' کا نعرہ سنیں مجھے فوراً قتل کر دیں۔

اسی اثناء میں ان پر وجد اور بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی اور ان کی زبان سے 'اناالحق' نکلنے لگا۔ اس وقت علماء نے ان پر تلوار سے مسلسل کئی وار کئے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب حال کی کیفیت باقی نہ رہی تو علماء نے ان کو تمام حقیقت سے آگاہ کیا۔ سرمست نے فرمایا یہ نعرہ میں نہیں لگاتا بلکہ وہ ذات باری ہی لگاتی ہے۔ ''

میں نے اپنے مقالے کے آغاز میں لکھا ہے کہ سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ واصل باللہ تھے۔ وہ اس سیاق وسباق میں لکھا ہے کہ صوفیاء کرام کے ہاں اس مرتبے پر پہنچنے کے لئے چار منازل طے کرنا ہوتی ہیں۔ پہلی منزل شریعت، دوسری طریقت، تیسری معرفت اور چوتھی اور آخری منزل حقیقت ہوتی ہے۔

شروع میں انسان شریعت کے احکامات کا مکمل طور پر پابند ہوتا ہے۔اس دوران میں وہ طریقت کے حوالے سے کسی رہبر یا مرشد کی خدمت میں پہنچ جاتا ہے ،اور اپنے لئے کوئی مسلک چن لیتا ہے ۔ مثلاً چشتی، سہروردی، قادری وغیرہ وغیرہ اب مرشد اسے معرفت کی منزلیں طے کراتا ہے۔اس دوران وہ فنا فی المرشد ہو چکا ہوتا ہے۔ معرفت کی منزلیں طے کرتے کرتے وہ فنا فی الرسول کی منزل کو جا پہنچتا ہے۔آخر اس پر حقیقت کے راز کھلنا شروع ہو جاتے ہیں، اور اس کے رتبے بلند ہوتے چلے جاتے ہیں۔ غوث ، قطب، قلندر ،ابدال وغیرہ اب اسے فنا فی اللہ اور آخری منزل حاصل ہوتی ہے۔اب وہ اپنے حال میں نہیں رہتا۔اس کی زبان اللہ کی زبان بن جاتی ہے۔اس کی زبان سے قادر مطلق بولنے لگتا ہے۔ پھر 'سبحانی مااعظم شانی' اور 'اناالحق' کی گونج سنائی دیتی ہے اب یہ لوگ صاحب شریعت کی فتواؤں کی بھینٹ چڑھنے لگتے ہیں۔ منصور حلاج، شاہ عنایت شہید، مخدوم بلاول اور شمس تبریز سب اسی زمرے میں آتے ہیں۔ سچل بھی 'اناالحق' کا نعرہ مار کر 'سرمست' بن جاتا ہے۔ بزرگوں میں کچھ جمالی اور کچھ جلالی کہلاتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالکریم ، حضرت شاہ عبدالطیف بھٹائی ، مخدوم عبدالرحیم گرہوڑی اور خواجہ محمد زماں، جمالی کہلاتے ہیں شاہ عنایت شہید ، مخدوم بلاول اور سچل سرمست کا شمار جلالی بزرگوں میں ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں کے رتبے بلند ہیں۔

جن کتب سے استفادہ کیا گیا

1. عثمان علی انصاری، سچل سرمست جو سندھی کلام،سندھی ادبی بورڈ جامشورو، ۱۹۸۲ء
2. ڈاکٹر عمر بن محمد دائود پوتہ، مقالہ ائیں مضمون، بھٹ شاہ ثقافتی مرکز کمیٹی حیدرآباد،۱۹۷۸ء
3. ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی، سچل جو سنیہو،سندھی ادبی بورڈ جامشورو، ۱۹۸۴ء
4. کریم بخش خالد، سچل سائیں، پندرویں صدی ہجری مطبوعات کراچی، ۱۹۸۳ء
5. مولانا جلال الدین رومی، غلام محمد شاہوانی، علمی خزانو، آر ایچ احمد برادرس، حیدرآباد، ۱۹۷۰ء
6. ڈاکٹر عبدالکریم سندیلو، سچل لغات، سچل سرمست یادگار کمیٹی خیرپور، ۱۹۸۴ء
7. سید علی ہجویری، ڈاکٹر عطا محمد حامی، کشف المحجوب، سندھی ادبی بورڈ جام شورو، ۱۹۸۸ء
8. امر جلیل (مقالہ نویس) 'آشکار'، سچل چیئر شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور، ۱۹۹۴ء
9. قاضی علی اکبر درازی، سچل سرمست شاعر ھفت زبان، سچل سرمست سائنس کالج مگزن آشکار حیدرآباد ۶۸/۹۶۷ص-۱۴-۱۳